OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

دور حاضر میں اولاد کی تربیت کی ضرورت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Importance and Need for Children's Education in the Modern Era, Analytical Study in the light of Quran and Sunnah

Muzammil Shah
M.phil Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology.

Abstract

If the training of children is done in the right way, it is a blessing, otherwise it becomes a temptation and a disaster. Education of children in religion and Shariah is a duty. Because just as parents have rights over their children, children have rights over their parents, and just as Allah has commanded us to do good to our parents, He has also commanded us to do good to our children. To train them well is paying the trust properly and leaving them free and neglecting their rights is cheating and treachery. The Qur'an and Sunnah have a clear command to be kind to children. Their trust should be paid, they should be set free, and their rights should be protected from violations. Because one of the many blessings of Allah is children. And there is no doubt that if children are properly trained, they are the light of the eyes and the servant of the heart. But if the child is spoiled and is not properly trained, then the same child becomes a test. In this paper, the effects of trained children on society will be discussed.

Keywords. Children's Education, Modern Era, Importance, Analytical Study, Quran, and Sunnah

مقدمہ

اولاد اللہ ربّ العزت کا نہایت ہی قیمتی انعام ہے، جسے ربّ تعالیٰ نے دنیاوی زندگی میں رونق بیان کیا ہے، لیکن یہ رونق وبہار اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث اس وقت ہیں جب اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے بچپن ہی سے ان کی صحیح نشو نما، دینی واخلاقی تربیت کی جائے اور انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔ اس لیے فلاح انسانیت کے مذہب اسلام میں جہاں والدین کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے اور اولاد کو والدین کی فرمانبرداری کی ترغیب دی گئی ہے، وہاں والدین کو اولاد کی بہترین تربیت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

ضروری ہے کہ ماں باپ اولاد سے یکساں محبت کرتے ہوئے ان کے حقوق کی ادائیگی اچھے طریقے سے کریں، بلکہ ہر معاملے کی طرح اولاد کی پرورش اور تربیت کے معاملے میں بھی قرآن مجید فرقان حمید کی روشن تعلیمات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کریں۔ اولاد کی تربیت کے بارے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ”کسی باپ کی طرف سے اس کے بیٹے کے لیے سب سے بہتر تحفہ یہ ہے کہ وہ اس کی اچھی تربیت کرے“ (سنن ترمذی)۔ حضرت لقمان نے جو وصیت اپنے بیٹے کو کی تھی اللہ جل شانہ اسے قرآن کریم میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ”اے بیٹے! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم

ہے"۔

تربیت کا مفہوم:

تربیت اصل میں عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مادۃ (رب) ہے جو کہ باب نصر ینصر سے ہے۔ جو کہ نمو اور بڑھنے کے معنی میں مستعمل ہے اور لفظ تربیت باب تفعیل سے ہے۔ ربی، یربی تربیۃ۔

لسان العرب میں ہے،، ربی، یربی، تربیۃ، ای نشاو نمی یعنی تربیت سے مراد پرورش اور بڑھوتری ہے۔

اور اسی معنی میں شاعر کا قول ہے **"فمن یک سائلا عنی فانی بمکۃ منزلی وبھا ربیت"**۔[1]

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں۔

"والتربیۃ ھی تبلغ الشیء الی کمالہ شئیا منشیئا۔"

تربیت سے مراد کسی چیز کا تدریجاً درجہ کمال تک پہنچنا[2]۔

مصباح الغات میں ہے۔ "ربی تربیۃ وتربی الولد"

(لڑکے کا پرورش کرنا۔ غذا دینا، مہذب بنانا)۔[3]

مفردات راغب میں تربیت کا معنی کچھ اس طرح ہے۔

"الرب فی الاصل التربیۃ وھو انشاء الشیء حالا فحالا الی حد النمام"۔

یعنی رب کے معنی تربیت کے ہیں اور تربیت کسی چیز کا بتدریج اپنے انتہا تک پہنچنا۔[4]

اور یہی معنی قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

"وقل رب الرحمھما کما ربیانی صغیراً"،[5]

"اور دعا کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے۔

"الم نربک فینا ولیداً ولبثت فینا من عمرک سنین"۔[6]

ترجمہ۔"کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے یہاں ہمارے اپنی عمر کے کئی برس گزارے۔"

اصطلاحی مفہوم

ان تمام معانی کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ تربیت کا اصطلاحی مفہوم اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ بچے کی پیدائش سے لے کر سن بلوغت یا سن تمیز تک ایسی پرورش اور نشو ونما کرنا کہ وہ معاشرے کا ایک مکمل فرد بن جائے، اس کی جسمانی روحانی اور تعلیمی ضروریات کے ساتھ ساتھ اس کی مالی ضروریات کو پورا کرنا اور برے اخلاق واطوار اور غلط ماحول کو اچھے اخلاق وعادات اور ایک صالح اور پاکیزہ ماحول میں تبدیل کرنے کانام تربیت ہے۔7

تربیت کی اقسام

بنیادی طور پر تربیت کی دو اقسام ہیں۔

1۔ظاہری تربیت 2۔باطنی تربیت

1۔ظاہری تربیت

ظاہری تربیت سے مراد اولاد کی ظاہری وضع قطع، لباس، رہن سہن، کھانے پینے کا طریقہ، دوست احباب، اعزاو اقربا سے میل جول اور تعلق اور تعلیمی سرگرمیوں سے واقفیت اور بلوغت کے بعد کسب معاش اور عائلی زندگی کی نگرانی وغیرہ شامل ہیں۔

2۔باطنی تربیت

باطنی یا روحانی تربیت سے مراد عقیدہ اور اخلاقی اقدار کی اصطلاح ہے اولاد کی مذہبی حوالے سے صحیح رہنمائی اور غلط عقائد سے اجتناب اور دوری کی تلقین باطنی تربیت میں شامل ہے۔[7]

ضرورت واہمیت

اسلامی معاشرہ میں اولاد کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے اور اولاد کو نعمت عظمیٰ قرار دیا ہے، اور اس کا ثبوت قرآن وسنت سے واضح طور پر معلوم ہے۔ اولاد ہی انسانی شخصیت کی توسیع کا مظہر اور ذریعہ ہے جس کی وجہ سے انسان فطری طور پر اولاد کی خواہش رکھتا ہے۔ اور اس کو اپنی خوشی اور مسرت کا ذریعہ جانتا اور مانتا ہے۔ جس طرح انسان کے لیے مال کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لیے خوشی کا باعث ہے اسی طرح اولاد بھی خوشی اور زینت کا باعث ہے۔[8]

اس کو قرآن میں درج ذیل انداز میں بیان کیا گیا ہے،

"اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا"[9]،

مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی رونق ہیں اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے اولاد کو نعمت اور اس کو مدد کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

"اس نے تمہاری چوپایوں اور بیٹوں سے مدد کی۔"[10]

"وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ۔"11

"اور تمہیں مال اور بیٹوں کی کثرت دی"۔

"وامددنکم باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیراً"۔[12]

"اور مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہاری تعداد بھی زیادہ کی"۔

ایک اور مقام پر قرآن کریم نے اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔

"وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا"۔[13]

"اور جو عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہماری بیویوں او ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔"[14]

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں پر قرآن نے اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے تو وہاں پر اس چیز کا بھی ذکر ہے کہ اولاد کے لیے متقین کا پیشوا ہونے کی دعا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اولاد کے لیے نیک ہونا ضروری ہے وگرنہ کسی کی امامت کیسے کریں گے۔ اس کے برعکس اگر اولاد صالح اور پرہیز گار نہ ہو تو تسکین وراحت کے بجائے اذیت اور تکلیف کا باعث بنتی ہے اور اولاد کو صحیح صرف تربیت کے ذریعہ سے ہی بتایا اور سکھایا جاسکتا ہے جس سے تربیت کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس ضمن میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

"مامن مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ اوینصرانہ اویمجسانہ کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء ھل تحسون فیھا من جدعاء۔"[15]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بناتے ہیں جیسے جانور صحیح سالم بچہ جنم دیتا ہے کیا اس میں تمیں کوئی کان کٹا ہوا نظر آتا ہے۔"

اس حدیث شریف میں والدین کی تربیت کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ ابتداء بچہ دین فطرت یعنی اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ والدین اپنی اولاد کی جیسی تربیت کریں گے اولاد ویسی ہی ہو گی۔ اگر اسلامی اصولوں کے مطابق اچھی تربیت کریں گے تو اولاد نیک اور صالح ہو گی اور اگر بری اور غیر شرعی طریقہ سے تربیت کریں گے یا ان کی تربیت کی

طرف دھیان نہیں کریں گئے تو اولاد گمراہی اور بے راہ روی کا شکار ہو گی۔

اولاد ہی کسی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتی ہے اور قوم کی مستقبل ان بچوں کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ اس لیے بچوں کی تربیت جتنی عمدہ ہو گی قوم کا مستقبل اتنا ہی روشن ہو گا کیونکہ بچہ اپنی ابتدائی زندگی میں گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے اسے جس سانچہ میں ڈالا جائے اس طرح ہی بنے گا اور ابتدائی زندگی پتھر پر نقش کی مانند ہوتی ہے کہ جو تربیت دی جائے وہ اس کے ذہن میں پختہ ہو جاتی ہے، اس لیے بچپن میں تربیت جتنی اعلی اور قوی ہو گی مستقبل میں نتائج اتنے ہی عمدہ ہونگے۔

سادہ الفاظ میں یہ کہنا بہت مناسب ہو گا کہ کسی بچے کا مستقبل اس کے بچپن کی تربیت پر منحصر ہے اور معاشرہ اور قوم کی ترقی کا دارومدار اپنے بچوں پر منحصر ہے تربیت اور ترقی کے اس تعلق کی بنیاد پر کسی معاشرے میں تربیت کی ضرورت واہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تربیت کے مقاصد

اللہ تعالی نے اس جہان میں کوئی بھی مخلوق یا چیز عبث اور بے مقصد پیدا نہیں کی بلکہ ہر مخلوق کی پیدائش اور تعلق کا الگ الگ مقصد ہے اور ان تمام مخلوقات میں انسان کو اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز فرمایا اور اس کی تخلیق کا ایک خاص مقصد ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

" اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۔" [16]

"تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں"۔

اس سے واضح ہوا کہ انسان کی تخلیق کا ایک خاص مقصد اور حکمت ہے جس کے بارے میں انسان سے پوچھا جائے گا اور کامیاب انسان وہی ہو گا جو اس مقصد تک پہنچے گا اور اس مقصد تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے جو کہ تعلیم وتربیت ہے جس تک رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو بمعہ کتب سماوی مبعوث فرمایا اس کے ساتھ ساتھ انسان کو عقل وشعور کی دولت سے سرفراز فرمایا تاکہ وہ صحیح اور درست راستہ کا انتخاب کرسکے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچ پائے۔

انسان کی تربیت کے مختلف مقاصد ہیں لیکن ان میں جو سب سے اہم مقصد اور ہدف ہے وہ ہے قرب خداوندی اور یہی مقصد اصل اور حقیقی مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وماخلقت الجن والانس الا ليعبدون"۔ [17]

"اور میں نے جن اور آدمی اس لیے بنائے کہ میری بندگی کریں"۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ انسان کی تخلیق کا مقصد قرب خداوندی ہے اور یہی تربیت کا مقصد اولین ہے۔

اس مادی دنیا میں انسان کا اپنے ہم جنس انسانوں سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں واسطہ پڑتا ہے اور ہر انسان اجتماعی طور پر معاشرہ کا رکن اور جز ہے۔ مختلف افراد اور لوگ مل کر ایک معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔ کسی بھی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا انحصار اس کے افراد پر ہوتا ہے اگر اس معاشرے کے انسان اچھے اور صالح ہیں تو وہ معاشرہ اچھا کہلائے گا اور اگر برے افراد اس معاشرہ کا حصہ ہیں تو وہ معاشرہ برا کہلائے گا۔ اور اس انسان کے اچھے یا برے ہونے کا دارومدار اس کی اخلاقی، ذہنی اور باطنی تربیت پر منحصر ہے۔ لہذا تربیت کا مقصد ومنشا ایک

اچھے اور مثالی انسانی معاشرے کی تشکیل ہے۔

احادیث میں تربیت سے کیا مفہوم و مطلب مراد لیا گیا ہے۔

1۔ "عن ابن عباس قالو۔ یارسول اللہ، قد علمنا ما حق الوالد فما حق الولد، قال ان یحسن اسمہ ویحسن ادبہ "[18]

"یارسول اللہ !والدین کے حقوق تو ہم نے جان لیے،اولاد کے کیا حقوق ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے۔"

2۔ "عن عبد اللہ بن مسعود قال۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادبنی ربی فاحسن تادیبی"۔[19]

"مجھے میرے رب نے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا"

3۔ "ما نحل والد افضل من ادب حسن"

"حسن ادب سے بہتر کسی باب نے اپنے بیٹے کو تحفہ نہیں دیا۔"[20]

4۔ "عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عال جارتیین حتی تبلغا جاءیوم القیامۃ انا وھو،وضم اصابعہ "

"جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں تو بروز قیامت میں اور وہ ایک ساتھ ہوں گے اور انگلیوں کو ملایا۔"[21]

ان تمام احادیث مبارکہ میں جہاں بھی ادب، تحسین یا عول کا لفظ استعمال ہوا۔اس سے مراد تربیت، حسن ادب اور اخلاق مرد لیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ تربیت حسن اخلاق وکردار کا نام ہے۔

تربیت کے معاشرے پر اثرات

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے اور یہی انسان کسی بھی معاشرے کا مرکزی نقطہ ہوتا ہے اور معاشرے کا سارا نظام اس کے ارد گرد گھومتا ہے اس لیے ایک فرد جس معاشرے میں پرورش پاتا ہے وہاں رہن سہن کرتا ہے تو اس کی سوچ و فکر اور اخلاقیات اس معاشرے کا عکس اور آئینہ دار ہوتی ہیں۔

اگر کسی انسان کی اچھی اور صحیح تربیت کی جائے اسے مناسب تعلیم اور اخلاقیات سے بہرہ ور کیا جائے تو وہ معاشرے کے لیے باعث حسن ہوتا ہے اور معاشرے کے لیے سکون وراحت کا سامان ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس اگر تربیت غلط منہج پر ہو تو وہی انسان معاشرے کے لیے تباہی اور ذلت کا باعث بنتا ہے، ایک اچھی تربیت کا حامل انسان اچھے باپ، استاد اور بھائی کی صورت میں معاشرے کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے جبکہ اخلاقیات وتربیت سے عاری شخص معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔[22]

کسی بھی معاشرے پر تربیت کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جس طرح تربیت انسان کی انفرادی زندگی پر اثرانداز ہوتی ہے اسی طرح اجتماعی طور پر انسانوں پر تربیت کا اثر ہوتا ہے۔تربیت ہی کے ذریعے انسانی زندگی کی رفعت وعظمت ممکن ہے، ایک اچھی اور عمدہ تربیت کے اثرات انسانوں کی شخصیت میں اس طرح ظاہر ہوتے ہیں جیسے بیج کے اثرات زمین میں نظر آتے ہیں، اگر بیج اچھی اور زرخیز زمین میں لگایا جائے تو فصل عمدہ اور اعلی ہوگی اسی طرح اگر انسان کی تربیت اعلی طریقے سے ہوگی تو اعلی انسان پیدا ہوگا اور اسی سے ایک مثالی

معاشرے کی بنیاد پڑے گی۔

اولاد کی تربیت کے حوالے سے جہاں والدین کی بہت سے ذمہ داریاں ہیں وہاں پر ایک اہم ذمہ داری بچوں کو حسن گفتار کے لحاظ سے تربیت بھی ہے۔ حسن گفتار سے مراد گفتگو اور بات چیت کا خوب صورت انداز ہے۔ اور یہی انداز گفتگو ہی کسی انسان کے اخلاق و کردار کو جانچنے اور پرکھنے کا پہلا اور اہم ذریعہ ہے، کوئی بھی انسان جب گفتگو کرتا ہے تو اس کے کلام سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اس لحاظ سے یہ والدین کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم اور اولین ذمہ داری ہے۔ اور انسان کا یہی انداز گفتگو اور تخاطب کا سامعین پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ اچھی گفتگو کا اثر بھی اچھا ہوگا اور نازیبا و نامناسب گفتگو سامعین کو اکتاہٹ و بیزاری کا شکار کر دیتی ہے۔

اسلام ایک ایسا مکمل اور خوشگوار دین ہے کہ جہاں اس نے انسان کو محبت اخوت اور احترام و عزت کے جذبے دلوں میں پیدا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے وہیں پر ایسی باتوں اور گفتگو سے منع کیا گیا ہے جس سے دوسرے انسان تکلیف کا شکار ہوں اور جن سے معاشرہ میں بے چینی و بے سکونی کا ماحول پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وقولوا للناس حسنا،[23] اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

اور حضور ﷺ کا اس بارے میں ارشاد فرمایا۔

"من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا، اولیصمت"[24]

"جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔"

اس آیت و حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ گفتگو کا ایک انسان کی زندگی و کردار میں کیا حیثیت ہے۔ اس لیے حسن گفتار کی تلقین کی گئی ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو مختلف اعضاء سے ایک مکمل جسامت عطا کی ہے اور اس جسم میں ہر عضو کا اپنا اپنا کام اور ذمہ داری ہے۔ انسانی جسم میں ایک اہم عضو زبان ہے اور یہی زبان ہی انسان سے گفتگو اور بات چیت کا ذریعہ ہے۔ اس لیے بہترین گفتگو اور تکلم کے لیے ضروری ہے کہ زبان کا استعمال بہت احتیاط اور خوبصورتی سے کیا جائے۔ کیونکہ جہاں زبان سے اچھے اعمال یعنی ذکر اذکار اور خوب صورت گفتگو بات چیت کی جاتی ہے وہیں پر فحش کلامی، گالی گلوچ اور غیبت جیسی کئی برے اعمال کا ذریعہ بھی زبان ہے۔ زبان کی حفاظت اور اس کے استعمال کے بارے میں قرآن و حدیث نے ہماری رہنمائی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید۔"[25]

"وہ زبان سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ ایک محافظ فرشتہ اس کے پاس تیار بیٹھا ہوتا ہے۔"

یعنی انسان جو بھی بات کرتا ہے ایک فرشتہ اس پر مامور ہوتا ہے جو اس کو لکھ رہا ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ "اذا اصبح ابن آدم فان الاعضاء کلھا تکفر، ای، تتزلل وتتواضع لہ فتقول۔ اتق اللہ فینا۔ فانما نحن بک فان استقمت استقمنا، وان اعوججت اعوججنا۔"[26]

"جب انسان صبح بیدار ہوتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان کے سامنے فریاد کرتے ہیں کہ اللہ سے ہمارے معاملے میں ڈرو کیونکہ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔"

یعنی تمام اعضاء کا تعلق زبان کے ساتھ اس طرح ہے کہ اگر زبان سے کسی کو تکلیف پہنچائی تو اس کا دفاع ہاتھ، پاؤں اور دوسرے اعضاء کو کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے زبان کے استعمال میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے والدین کی ذمہ داری ہے۔ کہ وہ اولاد کو ایسی گفتگو اور تکلم سکھائیں جو ان کے لیے بھی فائدہ ہو اور معاشرے کے لیے بھی باعث خوشی و مسرت ہو۔

ایک اچھی گفتگو کی کیا خصوصیات اور لوازمات ہیں، گفتگو میں کن کن چیزوں کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور کن سے اجتناب ضروری ہے اور اچھی گفتگو کے کیا اثرات اور ثمرات ہوتے ہیں، ذیل میں ان پر گفتگو کی گئی ہے۔

جھوٹ سے اجتناب

گفتگو کا سب سے اہم اور بنیادی جزو یہ ہے کہ وہ جھوٹ سے پاک اور سچ پر مشتمل ہو اس لیے یہ والدین کی بھی پہلی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کو تربیت دیتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ وہ بچوں کو سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا سکھائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے، واجتنبوا قول الزور۔[27] اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو۔

حضور ﷺ کا اس بارے میں ارشاد ہے۔

"ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنۃ وان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا، وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔"

"بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کہلاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"[28]

جھوٹ کے جہاں دینی نقصنات یعنی اللہ ورسول کی ناراضگی اور نافرمانی کا باعث ہے وہاں پر دنیاوی نقصانات ہیں۔ اس طرح کہ آدمی دوسرے لوگوں میں اپنا اعتبار کھو بیٹھا ہے اور کوئی اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس حدیث پاک سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے کہ جہاں بار بار جھوٹ بولنے سے انسان اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا شمار ہو جاتا ہے بلکل اس طرح لوگ بھی جھوٹے شخص پر اعتبار کرنا چھوڑ دیتے ہیں اور انسان معاشرے میں جھوٹے کے لقب سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

2۔ غیبت سے اجتناب

اللہ تعالی کا ارشاد ہے، "ولا یغتب بعضکم بعضاً"[29]

"اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی نہ کرو۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو غیبت سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس لیے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت سے مراد کسی انسان میں موجود خامی یا کمزوری کو اس کی غیر موجودگی میں بیان کرنا۔ غیبت کرنا انتہائی برا فعل ہے اور قرآن مجید میں اس کو اپنے مردہ

بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ غیبت کتنی بری چیز ہے۔

اس طرح احادیث مبارکہ میں بھی غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے اس لیے ہر والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو بتائیں کہ گفتگو کے دوران غیبت سے اجتناب کریں کہ دوران گفتگو نہ کسی کی غیبت کریں اور نہ ہی کسی کی غیبت سنیں۔ جس طرح جھوٹے شخص پر لوگ اعتماد نہیں کرتے اسی طرح غیبت کرنے والوں سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور وہ معاشرے میں برے آدمی کے طور پر جانا جاتا ہے۔

اسی طرح غیبت کے ساتھ ساتھ بہتان سے بھی بچنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ بہتان غیبت سے بھی بری چیز ہے کیونکہ غیبت انسان میں موجود برائی کا ذکر ہوتا ہے جب کہ بہتان سے مراد ایسا قول وفعل ہے جو کسی انسان میں موجود نہ ہونے کے باوجود اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ بہتان لگانے سے انسان کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے اور انسان کی تذلیل کا باعث ہے۔ بہتان بھی اصل میں جھوٹ کی قسم سے ہے جس نے بہتان لگانے والا شخص اپنی عزت و قار کھو بیٹھتا ہے۔

مصادر و مراجع

11 لسان العرب باب الواو والیاء من المعتل فصل الراء مھملۃ۔

2 کتاب مناھج التربیۃ، ص29 مکتبہ شاملہ۔

3 مصباح الغات، ص،273

4 مفردات غریب القرآن، کتاب الرابذیل مادہ ر،ب۔

5 الاسراء24۔

6 الشعراء180

7 ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ6، جون2016

8 اسلام میں اولاد کے حقوق، صفحہ،4

9 (الکھف،46)

10 (الشعراء133)

11 (نوح،12)

12 (بنی اسرائیل،6)

13 (الفرقان،76)

14 اسلام میں اولاد کے حقوق، ص8

15 ۔ صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ وحکم موت طفال الکفار واطفال مسلمین۔)

16 ۔(المومنون115)

17 ۔(الذریات،56)

18 ۔(شعب الایمان للبیہقی حدیث، 8291)

19 ۔۔(جامع الصغیر السیوطی، ص 25)

20 ۔(جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب ماجاء فی ادب الولد۔)

21 ۔(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب فضل الاحسان الی البنات۔)

22 ۔)ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن جنوری 2017))

23 ۔(البقرہ،83)۔

24 ۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان، حدیث 6475 مکتبہ شاملہ۔

25 ۔۔(ق،18)

26 ۔(الترمذی کتاب زہد

27 ۔حج،30)

28 ۔(صحیح بخاری، حدیث 6094، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ، مکتبہ شاملہ۔)

29 ۔(الحجرات،12)